آزادیٔ وطن کی تاریخ اور مسلمانوں کی قربانیوں پر ایک مختصر جائزہ
آزادیٔ ہند میں مسلمانوں کا کردار
حسبِ ہدایت
حضرت مولانا مفتی محمد یونس القاسمی صاحب
صدر جمعیۃ علماء ضلع کریم نگر
مرتب
مفتی محمد صادق حسین قاسمی
جنرل سکریٹری جمعیۃ علماء ضلع کریم نگر
ناشر : شعبۂ نشر و اشاعت جمعیۃ علماء ضلع کریم نگر، تلنگانہ

آزادیٔ وطن کی تاریخ اور مسلمانوں کی قربانیوں پر ایک مختصر جائزہ

آزادیٔ ہند میں مسلمانوں کا کردار

حسبِ ہدایت

حضرت مولانا مفتی محمد یونس القاسمی صاحب

صدر جمعیۃ علماء ضلع کریم نگر

مرتب

مفتی محمد صادق حسین قاسمی

جنرل سکریٹری جمعیۃ علماء ضلع کریم نگر

ناشر: شعبۂ نشر واشاعت جمعیۃ علماء ضلع کریم نگر

نام	آزادیٔ ہند میں مسلمانوں کا کردار
مرتب	مفتی محمد صادق حسین قاسمی
صفحات	
سنِ اشاعت	اگست 2017ء، ذی قعدہ 1438ھ
ایڈیشن	پہلا
قیمت	تیس روپے (-/30 روپے)
ناشر	جمعیۃ علماء ضلع کریم نگر

......﴿ملنے کے پتے﴾......

☆ مسجد کوثر، مومن پورہ، گودام گڈہ، کریم نگر، فون نمبر: 9704707491

☆ دفتر جمعیۃ علماء ضلع کریم نگر، احمد پورہ کریم نگر، فون نمبر: 9885493702

☆ محمدیہ دینی بک ڈپو، مسجد اسلمی ۔ کریم نگر، فون نمبر: 9395105961

حضرت مولانا مفتی محمد یونس القاسمی صاحب
صدر جمعیۃ علماء ضلع کریم نگر

ہمارا یہ ملک ہمیشہ سے مختلف مذاہب کا گہوارہ رہا ہے، اور یہی اس کی سب سے بڑی خوبی ہے۔ ہم سب نے مل کر اس کو دشمن سے آزاد کرایا ہے، ہمارے بڑوں اور بزرگوں نے برادرانِ وطن کو ساتھ لے کر اس ملک کے لئے اپنی جانوں کو تک قربان کیا ہے۔ ہم سب اس ملک میں برابر کے حق دار ہیں۔ اب ہماری ذمہ داری ہے کہ اس ملک کو خوب ترقی دیں اور اس ملک کی سب سے بڑی خوبی سیکولرازم کیحفاظت کریں، فرقہ واریت ،تشدد اور ظلم سے ملک آزاد رکھیں۔ ملک کے موجودہ حالات میں ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیے، اس ملک کا دستور جمہوری ہے، مسلمان اپنا فرضِ منصبی ادا کریں، ہمارے بڑوں نے جس ہوش وحکمت سے حالات کا مقابلہ کیا تھا اس سے سبق لیں۔

تحریکِ آزادی میں مسلمانوں کے کردار پر روشنی ڈالنے کے لئے لکھی گئی اس تحریر کو مختصر کتابچہ کی شکل میں شائع کیا جارہا ہے تاکہ مختصر اور آسان انداز میں تاریخ سے واقفیت حاصل ہو، تاکہ ان حالات میں کم ہمتی کا شکار ہونے کے بجائے ایک عزم وحوصلہ ملے، اور اپنی تاریخ اور ملک کے لئے قربانیوں پر ہمیشہ مطمئن رہیں۔ مسلمانوں کی رہنمائی کرنے والی قدیم اور سب سے بڑی جماعت ''جمعیۃ علماء'' کو مضبوط کریں اور اس کی آواز پر ہر وقت حاضر ہوں۔ اللہ تعالی اس کوشش کو قبول فرمائے اور نفع بخش بنائے۔ آمین

حضرت مولانا مفتی محمد غیاث محی الدین صاحب
صدر مجلس العلماء والحفاظ کریم نگر

بڑی طویل اور صبر آزما جدوجہد کے بعد ہندوستان کو انگریزوں کی غلامی سے آزادی ملی، مسلمانوں نے تحریکِ آزادی میں قائدانہ رول ادا کیا، وطن کی آزادی کے لئے ہمارے اکابر نے اپنی جان کے نذرانے پیش کئے، پھانسی کی سزا کو قبول کیا، کالے پانی اور مالٹا کی جیلوں میں قید و بند کی صعوبتوں کو جھیلا، مگر تحریکِ آزادی سے دستبرداری کے لئے آمادہ نہیں ہوئے۔ صحیح یہ ہے کہ آزادی کی اس تحریک میں مسلمان اگر آگے نہ آتے تو شاید ملک کو یہ آزادی کے دن دیکھنے نہیں ملتے۔

آج ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت تاریخ کو مسخ کر کے علماء و مسلم عوام کی قربانیوں کو نظر انداز کیا جا رہا ہے اور یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ اس ملک کی آزادی میں صرف ایک طبقہ کا حصہ ہے۔ ہر سال یومِ آزادی کے موقع پر سرکاری طور پر پرچم کشائی کے پروگرام ہوتے ہیں، اس میں جان بوجھ کر مسلم عوام و علماء کا ذکر نہیں کیا جاتا ہے، افسوس کی بات تو ہے کہ جب مسلم عوام اور علماء کی قربانیوں کا ذکر کیا جاتا ہے تو لوگ حیرت واستعجاب میں پڑ کر سوال کرتے ہیں کہ کیا واقعی ایسا ہوا ہے؟

ان حالات میں تاریخی حوالوں کے ساتھ حقائق کو پیش کرنے کے لئے مفتی محمد صادق حسین قاسمی نے زیرِ نظر چشم کشا معلوماتی مضمون لکھا ہے، تاکہ ہر عام وخاص ان تاریخی حقائق سے واقف ہوسکے۔ اللہ تعالی مضمون نگار کے قلم میں جولانی عطا فرما کر مقبولیت سے نوازے۔

ابتدائیہ

موجودہ حالات میں اس بات کی سخت ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ ہماری نسلیں ہماری تاریخ سے واقف رہیں، آزادیٔ وطن کے لئے مسلمانوں کی قربانیوں سے باخبر رہیں، تاکہ مسلمانوں کی تاریخ کو مسخ کرنے کی جو ناپاک کوشش کی جارہی ہے اس سے ان کو محفوظ رکھا جاسکے، اور اپنے اسلاف سے ان کا رشتہ ٹوٹنے نہ پائے۔

چناں چہ یہ مختصر کتابچہ اسی کے پیشِ نظر تیار کیا گیا جو دراصل آزادی کی تاریخ پر لکھا ہوا ایک مضمون ہے، جس کو ابتداءً ایک پمفلٹ کی شکل میں شائع کر کے تقسیم کرنے کا ارادہ ہوا، پھر مضمون کی طوالت اور پمفلٹ میں جگہ کی تنگی کی وجہ سے مختصر کتابچہ کی شکل دینے پر اتفاق ہوا، اور اس کی افادیت کو عام کرنے کے لئے اردو کے ساتھ اس مضمون کو رومن میں بھی منتقل کیا گیا تاکہ غیر اردو داں حضرات بھی اس سے مستفید ہوسکیں۔

جمعیۃ علماء کریم نگر کی جانب سے ہر سال 15 اگست کو جلسہ عام منعقد ہوتا ہے، جس میں تاریخِ آزادی پر علماء کرام کے خطابات ہوتے ہیں، اور اہل شہر مستفید ہوتے ہیں، اسی مناسبت سے اس تحریر کو شائع کیا جارہا ہے۔ محترم مفتی محمد یونس القاسمی صاحب، صدر جمعیۃ علماء ضلع کریم نگر اور محترم مفتی محمد غیاث محی الدین صاحب، نائب صدر نے اس ارادہ کی پذیرائی کی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ اللہ تعالی ان دونوں حضرات کو جزائے خیر عطا کرے، اور اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس کے نفع کو عام فرمائے۔ آمین

طالبِ دعا

محمد صادق حسین قاسمی کریم نگری

۱۲/ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ م ۵/اگسٹ ۲۰۱۷ء

ہندوستان کی تاریخ میں دو دن بڑی اہمیت کے حامل ہیں ۔ایک 15 ر اگست اور دوسرا 26 رجنوری، پہلی تاریخ کو ہندوستان انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہوااور ہندوستانیوں کو طوقِ سلاسل سے چھٹکارہ نصیب ہوا،اور دوسرا جس میں ہندوستان کا آئین اور قانون مرتب ہوا،اور دستورِ ہند کی تدوین عمل میں آئی ۔ بلاشبہ یہ دونوں دن بہت عظیم اور ہر ہندوستانی کے لئے خوشی و مسرت اور جشن کے ہیں۔

15 ر اگست کو ہمارا یہ پیارا وطن ہندوستان انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہوا۔تقریبا دوسو سال اور اس سے زائد عرصہ تک مسلسل قربانیوں اور جانفشانیوں کے بعد آزادی کا یہ دن دیکھنے کو نصیب ہوا، جانوں کا نذرانہ پیش کرنے اور سب کچھ لٹانے کے بعد ہمارا ہندوستان آزاد ہوا۔آج ہم جو اطمینان اور سکون کی زندگی گزار رہے ہیں،اور آزادی کے ساتھ جی رہے ہیں یہ سب ہمارے مسلم عوام اور علماء کی دَین ہے۔اگر مسلمان میدانِ جنگ میں نہ کودتے اور علماء مسلمانوں کے اندر جذبہ آزادی کو پروان نہ چڑھاتے تو پھر شاید کبھی یہ ہندوستان غلامی سے نجات نہیں پا سکتا تھا۔

یہ ایک تاریخی حقیقت اور ناقابلِ فراموش سچائی ہے کہ مسلمانوں نے ہی سب سے پہلے اور سب سے زیادہ اس ملک کو آزاد کرانے کی کوشش کی،اور اپنی آنکھوں میں اپنے پیارے وطن کی آزادی کے خواب لئے جان وتن نچھاور کیا۔سخت ترین اذیتوں کو جھیلا، خطرناک سزاؤں کو برادشت کیا ،طرح طرح کی مصیبتوں سے دوچار ہوئے،حالات و آزمائشوں میں گرفتار ہوئے،لیکن برابر آزادی کا نعرہ لگاتے رہےاور ہر ہندوستانی کو بیدار کرتے رہے،کبھی میدان سے راہِ فرار اختیار نہیں کی اور نہ ہی کسی موقع پر ملک ووطن کی محبت میں کمی آنے دی۔عظیم مؤرخ مولانا اسیر ادروی صاحب رقم طراز ہیں کہ: ہمارے آباء واجداد نے ہندوستان کی عظمت اور آزادی کو پامال کرنے والی اس سفید فام قوم کو اپنے رگوں کے خون کے

آخری قطرے تک برداشت نہیں کیا۔ ہندوستان میں بسنے والی ہندوستانی قوم جو مختلف مذاہب اور مکتبہ فکر کی تہذیب اور تمدن کے مختلف ومتضاد عناصر کو لے کر وجود میں آئی تھی، اس کی عزت وحرمت کو بچانے کے لئے پہلے پہل ہم نے خود اپنی ذات کو قربانی کے لئے پیش کیا۔ 1857ء کے بعد نصف صدی تک انگریزی سامراج کو شکست دینے کے لئے ہم تنِ تنہا جنگِ آزادی میں زور آزمائی کرتے رہے اور ہم نے اس راہ میں اپنا خون اتنا بہایا کہ پوری جنگِ آزادی کے میدان میں دوسروں نے اتنا پسینہ بھی نہیں بہایا ہوگا۔ (تحریکِ آزادی اور مسلمان: 23)

ڈاکٹر مظفر الدین فاروقی لکھتے ہیں کہ: 1857ء کی جنگِ آزادی میں مسلمانوں نے بہ حیثیتِ مجموعی جس شدت سے انگریز مخالفت کا ثبوت دیا تھا اس سے انگریزوں کی آنکھیں کھل گئیں، انگریز اچھی طرح جانتے تھے کہ ہندوستان میں مسلمان سب سے بہتر قوم ہیں۔ چناں چہ ڈاکٹر ہنٹر لکھتے ہیں: ''حقیقت یہ ہے کہ جب یہ ملک ہمارے قبضے میں آیا تو مسلمان ہی سب سے اعلیٰ قوم تھی۔ وہ دل کی مضبوطی اور بازوؤں کی توانائی میں برتر نہ تھے بلکہ سیاسیات اور حکمت عملی کے علم میں بھی سب سے افضل تھے۔ (ہندوستان کی آزادی میں مسلمانوں کا حصہ: 123)

غرض یہ کہ مسلمانوں نے آزادی کی جنگ میں ناقابلِ فراموش کردار ادا کیا اور جان ہتھیلیوں میں رکھ کر انگریزوں کا مقابلہ کیا اور صرف مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ تمام برادرانِ وطن کی آزادی، ان کے تحفظ، ملک کی سلامتی، تہذیب وتمدن کی حفاظت، اور انسانی حقوق کی بحالی کے لئے جنگِ آزادی میں بے مثال کارنامہ انجام دیا۔ آزادی کی یہ تاریخ بڑی طویل بھی ہے اور دردناک اور کرب انگیز بھی، خاک وخون میں تڑپتی لاشوں کے نظارے بھی ہیں اور اولوالعزم مجاہدوں اور جانبازوں کے ولولے بھی، وطن سے بے لوث محبت اور الفت کے نقوش بھی ہیں اور پیارے وطن کے لئے قربانیوں کا طویل سلسلہ بھی۔

آیئے! ایک مختصر نظر اس کی تاریخ پر ڈالتے ہیں:

ایسٹ انڈیا کمپنی کا قیام:

24 ستمبر 1599ء میں لندن کے تاجروں نے آپس میں مل کر تہیہ کیا کہ مشرقی ممالک سے تجارت شروع کرنی چاہیے، چناں چہ اس غرض سے باقاعدہ ایک کمپنی (ایسٹ انڈیا کمپنی) قائم ہوئی، جس میں لندن کے دوسو سے زیادہ تاجر اور امراء شریک تھے۔ 21 ڈسمبر 1600ء کو ملکہ الزبتھ نے اس کمپنی کو شاہی منشور کے ذریعہ سے بلا شرکت غیرے ممالک مشرق سے تجارت کرنے کے پورے حقوق عطا فرمائے گویا کمپنی کو مشرقی تجارت کا باضابطہ اجارہ مل گیا۔ سترہویں صدی کے شروع میں کمپنی کی طرف سے انگریز تاجر ہندوستان پہنچے۔ چناں چہ 1612ء میں اول مغربی ساحل پر بمقام سورت انہوں نے کاروبار شروع کیا۔۔۔۔ نو وارد تاجروں پر ہندوستان کے فرمانرواؤں نے اپنی بے تعصبی اور دریا دلی سے کیا کیا احسان کیے اور کیسی کیسی رعایات و مراعات روا رکھیں جو بعد میں ان کی چالاکی اور احسان فراموشی سے خود ان کے حق میں وبالِ جان بن گئے اور دوسروں کے واسطے خیر اندیشی اپنے حق میں سخت ناعاقبت اندیشی ثابت ہوئی۔ گذشتہ تین صدی کی تاریخ ہند کا یہ سب سے بڑا سبق ہے کہ ہندوستانی فرمانرواؤں کے بے جا رعایات اور بے محل اعتماد نے ہندوستان کو آنکھوں دیکھتے ہاتھوں سے نکال دیا۔ (نقشِ حیات: 1/ 199) ایسٹ انڈیا کمپنی کے بہانے انگریز ہندوستان آئے اور یہیں پر قابض ہو گئے بلکہ یہاں کے باشندوں کو اپنا غلام بنالیا۔

پلاسی کی جنگ:

انگریزوں نے رفتہ رفتہ اپنے پاؤں پھیلانے شروع کیے لیکن اورنگ زیب عالمگیرؒ کی وفات یعنی 1707ء تک مغلیہ حکومت مضبوط ہونے کی وجہ سے

انگریزوں کو باقاعدہ کامیابی نہیں مل سکی۔اورنگ زیب کی وفات کے بعد جب دہلی کا مرکز کمزور پڑ گیا اور صوبہ جات میں طوائف الملوکی کا دور شروع ہوا تو اب ''ایسٹ انڈیا کمپنی'' اپنے بال و پر نکالنے لگی۔جس کا پہلا افسوس ناک سانحہ 1757ء میں پُلاسی کے میدان میں رونما ہوا جب بنگال کے نواب ''سراج الدولہ'' کی فوجیں اپنوں کی درپردہ سازش کا شکار ہوکر ایسٹ انڈیا کمپنی کے مٹھی بھر منظّم فوج کے مقابلہ میں شکست سے دوچار ہوئی ۔(تحریکِ آزادی میں مسلم عوام اور علماء کا کردار :17)نواب سراج الدولہ کے ساتھ غداری کرنے والا ''میر جعفر'' تھا جس نے انگریزوں کی چاپلوسی کر کے نواب کو شکست سے دوچار کیا۔نواب سراج الدولہ گویا آزادیٔ ہند کے سب سے پہلے مجاہد تھے جن کی دوررس نگاہوں نے محسوس کرلیا تھا کہ یہ انگریز اس ملک پر مکمل قبضہ کرنا چاہتے ہیں اسی لئے ان کے خلاف اٹھنے والے اور علمِ بغاوت بلند کرنے والے سب سے پہلے محبِّ وطن سراج الدولہ تھے۔

بکسر کی لڑائی:

بکسر (مغربی بہار کے کنارے پٹنہ کے قریب معروف مقام ہے) کے مقام پر 22 اکٹوبر 1764ء میں انگریزوں سے زبردست جنگ ہوئی ، جسے انگریز مؤرخ ''پلاسی کا تکملہ'' بتاتے ہیں۔نتیجتاً مغل بادشاہ شاہ عالم اور نواب اودھ شجاع الدولہ کو شکست ہوئی ،اور بنگال سے اودھ تک انگریزوں کی حکومت مستحکم ہوگئی۔

(تحریکِ آزادی میں علماء کا کردار: 185)

سری رنگا پٹنم کا معرکہ:

بنگال پر جب کمپنی نے قبضہ کرلیا تو وہاں پر ظلم وستم کی سیاہ تاریخ رقم کی اور عوام کے ساتھ نہایت سفا کانہ برتاؤ کیا۔انگریزوں کے خلاف دوسرے نمبر پر صدائے حریت لگانے والے اور ملک وملت کے لئے جان وتن لٹانے والے مردِ مجاہد شیرِ

میسور ٹیپو سلطان شہیدؒ ہیں۔ حضرت مولانا واضح رشید ندوی صاحب لکھتے ہیں: یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی اپنے لئے سب سے زیادہ خطرہ سلطنت خداداد کے استحکام کو سمجھتی تھی، اور سلطان ٹیپو شہیدؒ کو راستہ کا ایک بڑا پتھر خیال کرتی تھی، جو اس کے مقاصد اور منافع تک رسائی میں پوری طرح حائل اور ان کے غلبہ کے نقصانات کو سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے، یہی وجہ تھی کہ وہ انگریزوں کے سلسلہ میں ذرا بھی لچک اور نرمی روا نہ رکھتے تھے، اس لئے انگریز کسی بھی صورت میں سلطنت خداداد کو تہس نہس کرنے کا ارادہ کر چکے تھے، اس کے لئے انہوں نے تمام تر ترکیبیں اور صورتیں اختیار کیں۔ (سلطان ٹیپو شہید ایک تاریخ ساز قائد شخصیت: 37) الغرض ایک معرکہ اور جنگ کے بعد انگریز غداروں اور ملت فروشوں کی وجہ سے اس عظیم سلطنت کو ختم کرنے اور راستہ کی بڑی رکاٹ کو دور کرنے میں کامیاب ہوگئے، سری رنگا پٹنم میں 28 ذی قعدہ 1213؁ھ مطابق 3 مئی 1799؁ء کو سلطان ٹیپو شہیدؒ نے جامِ شہادت نوش کیا۔ جنرل ہارس سلطان کی لاش کے قریب پہنچ کر فرطِ مسرت سے چیخ اٹھا کہ: ''آج سے ہندوستان ہمارا ہے''۔ (سیرت ٹیپو سلطان شہید: 344 از: محمد الیاس ندوی) ٹیپو سلطانؒ کے ساتھ غداری کرنے والا ''میر صادق'' تھا۔

کمپنی کا رخ دہلی کی طرف:

سارے ہندوستان کو بالواسطہ یا بلا واسطہ زیر نگیں کرنے کے بعد اب انگریز کا نشانہ دہلی کا پایہ تخت تھا، جہاں مغلیہ حکومت کا چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ 1803؁ء میں دہلی پر قبضہ کیا، اور یہاں بھی سوچی سمجھی اور طے شدہ پالیسی سے کام لیا گیا، یعنی بادشاہ (شاہ عالم) کو تاج وتخت کے ساتھ باقی رکھتے ہوئے صرف اختیارات ایسٹ انڈیا کمپنی کے تسلیم کرا لئے گئے اور اس کی تعبیر یہ کی گئی کہ ''خلق خدا کی، ملک بادشاہ سلامت کا اور حکم کمپنی بہادر کا''۔ (علمائے ہند کا شاندار ماضی: 2/435)

شاہ عبدالعزیزؒ کا فتوی:

جب ہر طرح کا اختیار انگریزوں کا شروع ہوچکا اور اسلامی تشخص کو مٹانے کی کوشش زوروں پر آگئی۔ان حالات میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے فرزندو جانشین حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے ایک فتویٰ صادر کرکے ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا اعلان کیا۔یہی فتوی ہندوستان کی جدوجہد آزادی کا نقطہ آغاز ہے۔شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ لکھتے ہیں:1803ء میں جب ایسٹ انڈیا کمپنی کے نمائندے نے بادشاہ دہلی سے ملکی انتظام کا پروانہ جابرانہ طریقہ پر لکھوا کر ملک میں اعلان کردیا کہ ''خلق خدا کی،ملک بادشاہ سلامت کا،حکم کمپنی بہادر کا'' تو حضرت شاہ عبد العزیزؒ نے ہندوستان کے دارالحرب ہوجانے کا فتوی دیااور مسلمانوں کوآزادیٔ ہند کے لئے آمادہ ہونا ضروری سمجھا۔(نقشِ حیات:409 کامل)

تحریک احمد شہیدؒ:

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے فتویٰ کے اثرات ظاہر ہونے شروع ہوگئے علماءاور عوام میں انگریزوں کے خلاف غم وغصہ پروان چڑھنے لگا،اس کے خلاف کوششوں کا باضابطہ آغاز ہوگیا ان ہی میں سے ایک حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریک بھی ہے۔آپ نے ہر علاقے کا دورہ کیا اور جہاں لوگوں میں دینی شعور بیدار کیا،وہیں عملی طور پر مقابلہ کے لئے بھی آمادہ کیا،چناں چہ مؤرخ مولانا محمد میاں صاحبؒ لکھتے ہیں: آزادی کے پروانوں اور خلقِ خدا کے خادموں کا یہ چھوٹا سا قافلہ جس کی تعداد پچاس تھی 1818ء میں دہلی سے روانہ ہوگیا۔ہمہ گیر سماجی اور معاشی انقلاب اس کا نصب العین تھا۔(علماء ہند کا شاندار ماضی:2 / 444) آپ کا قافلہ جہاں پہنچتا وہاں ایمانی بہاریں تازہ ہوجاتیں،ایمان واخلاق،اور اصلاح وتربیت کا پیغام عام ہوتا۔بہرحال عظیم ترین قربانیاں دیتے دیتے اورشہر شہر،قریہ قریہ صدائے حق لگاتے

ہوئے یہ قافلہ رواں دواں رہا،اور آزادی کے ولولوں کو زندہ کرتا رہا یہاں تک کہ 13 مئی 1813ء میں جمعہ کے دن اس قافلہ کے تین سو جیالوں نے اپنے قائد سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی قیادت میں بالاکوٹ کے میدان میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔(تحریکِ آزادی میں مسلم عوام اور علماء کا کردار: 32) تاریخ میں یہ پورا معرکہ ''تحریک ِبالاکوٹ'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

1857ء تا 1947ء کا دور:

آیئے! اب اختصار کے ساتھ آگے کی تاریخ کو ملاحظہ کرتے ہیں کہ 19 ستمبر 1857ء میں بہادر شاہ ظفر قلعہ چھوڑ کر ہمایوں کے مقبرہ میں مقیم ہو گئے تھے،ان کو انگریز نے لال قلعہ پر قبضے کے اگلے دن گرفتار کرلیا،اور دہلی پر انگریزوں کا قبضہ مکمل ہوگیا اور ہر طرف ظلم وستم،قتل وغارت گری عام ہوگئی تو اس وقت امت کے جن جیالوں نے آزادی کی تحریک کو اپنے کاندھوں پر لیا ان میں حاجی امداداللہ مہاجر مکی اور آپ کے مریدانِ باوفا حضرت قاسم نانوتویؒ،رشید احمد گنگوہیؒ،حافظ ضامن شہیدؒ وغیرہ ہیں۔ان کے بعد ان کے شاگردانِ باصفا شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ،شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ وغیرہ ہیں،ان کے علاوہ امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ،مولانا محمد علی جوہرؒ،اور بھی بے شمار علماء اور مسلم عوام نے اپنے خونِ جگر سے اس گلشن کی آبیاری کی اور جانوں کا نذرانہ پیش کرکے اس کی آزادی کو یقینی بنایا۔شیخ الہند نے ''تحریک ریشمی رومال'' شروع کی،آزادی کے لئے ''مالٹا'' کی قید وبند کو تقریباً 3 سال 2 مہینے 23 دن تک برداشت کیا۔اس اسارت کے دور میں طرح طرح کی صعوبتوں سے گزرے،آپ ہی کے شاگردوں نے آزادیٔ وطن کے لئے نومبر 1919ء میں جمعیۃ علماء ہند کا قیام عمل میں لایا۔

تحریکِ ریشمی رومال:

تحریکِ آزادی کی ایک اہم اور تاریخ ساز تحریک ''ریشمی رومال'' کا واقعہ کچھ

اس طرح ہے کہ 1913ء ابتدا تھی، عالمِ اسلام کے مختلف خطوں پر برطانوی ظلم ومداخلت کا سلسلہ بڑھتا جارہا تھا، 1914ء میں جنگِ عظیم شروع ہوئی، جس میں دولتِ عثمانیہ کو زبردستی گھسیٹا گیا اور اس کے وجود کو خطرات لاحق ہونے لگے، ہندوستان میں بھی مسلمانوں کے ساتھ ظلم وتشدد کا رویہ اپنایا جانے لگا، حضرت شیخ الہندؒ نے اس موقع پر تحریکِ جہاد شروع کرنے کا فیصلہ کیا، یہی تحریک بعد میں ''ریشمی رومال'' کہلائی۔ ان حالات میں شیخ الہندؒ نے انگریزوں کے خلاف بغاوت اور بیرونی مدد سے یاغستانی آزاد قبائل کی طرف سے ملک پر حملے کے پروگرام کو عملی شکل دینے کے لئے مولانا عبیداللہ سندھی کو کابل بھیجا۔۔۔ مولانا عبید اللہ سندھیؒ کام کی صورتِ حال سے آگاہ کرنے کے لئے ایک ریشمی رومال پر حضرت شیخ الہندؒ کے نام ایک خط لکھا، جس میں پوری کارگزاری، آئندہ کے منصوبوں، حملہ مورچوں اور دیگر تفصیلات کا ذکر تھا۔ یہ خط 10 جولائی 1916ء کو مولانا سندھیؒ نے اپنی تحریک کے ایک معتمد شخص عبدالحق کے سپرد کیا کہ وہ اسے مولانا عبدالرحیم سندھی تک پہنچادے، جو اسے مدینہ منورہ پہنچادیں گے، (جہاں شیخ الہندؒ تھے) مقدر کا فیصلہ تھا کہ اس تحریک کا راز فاش ہوگیا عبدالحق راستے میں رب نواز نامی انگریز حکام کے ایجنٹ کے پاس رکا، اس نے کسی طرح یہ خط حاصل کرلیا اور انگریز حکام کے سپرد کردیا۔ اس تحریک کے انکشاف نے انگریز حکومت کی نیند اڑادی، پھر تفتیش کا طویل سلسلہ شروع ہوا، شریفِ مکہ کے ذریعہ ترکوں سے متعلق ایک فتوی کو بہانہ بنا کر حضرت شیخ الہند کو گرفتار کرکے مالٹا کے قید خانے میں بھیج دیا گیا، یہ قید بامشقت تین سال سے زائد عرصے پر محیط رہی۔ 1920ء میں شیخ الہندؒ مالٹا سے رہا ہوکر وطن روانہ ہوئے۔ (مستفاد از: حضرت شیخ الہند: شخصیت، خدمات وامتیازات: 18)

آزادیٔ ہند کا خواب پورا ہوا:

غرض یہ کہ ہر طرح کی قربانیاں دیتے ہوئے اور اس مشن اور تحریک کو کامیاب

بنانے کے لئے ہر طرح کی تدبیریں اختیار کرتے ہوئے آگے بڑھے، یہاں تک کہ مسلمانوں کے ساتھ برادرانِ وطن کو بھی شریک کیا، مہاتما گاندھی کو ساتھ لیا اور دیگر ذمہ داروں کو شریک قافلہ کرکے جدوجہد کی، ہمارے ان ہی بزرگوں اور بے لوث مسلمانوں کی بے پناہ قربانیوں کے نتیجہ میں 14-15 اگست 1947ء کی درمیانی شب ہندوستان کی آزادی کا اعلان کیا گیا۔ (تحریکِ آزادی اور مسلمان: 349)

آزادیٔ ہند میں جمعیۃ علماء ہند کا کردار:

آزادیٔ وطن کی امنگوں کو لے کر جو تنظیمیں وجود میں آئیں ان میں سب سے نمایاں اور اہم "جمعیۃ علماء ہند" ہے۔ نومبر 1919ء میں جمعیۃ علماء ہند کا قیام عمل میں آیا۔ مؤرخ دیوبند محبوب رضوی لکھتے ہیں کہ: 1338ھ 1920ء میں مالٹا سے رہائی کے بعد حضرت شیخ الہندؒ جمعیۃ العلماء میں شامل ہوگئے جسے ان کے تلامذۃ نے 1919ء میں تحریکِ آزادی کو فروغ دینے کے لئے قائم کیا تھا۔ جمعیۃ العلماء نے انڈین نیشنل کانگریس کے شانہ بشانہ ملک کو سیاسی اور سماجی طور پر بیدار کرنے میں اپنی قوت صرف کردی۔۔۔ 1926ء میں جمعیۃ العلماء ہند کے اجلاس کلکتہ میں ہندوستان کی مکمل آزادی کی داغ بیل جن حضرات کے ہاتھوں سے پڑی وہ دارالعلوم دیوبند کے فضلاء تھے۔ (تاریخ دارالعلوم دیوبند: 1 / 511) حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ فرماتے ہیں کہ: چناں چہ آزادی کی تحریکات شروع ہوتے ہی یہ مدارس کی بے شمار جماعتیں رسمی طور پر بھی منظّم ہوگئیں۔ اور انہوں نے جمعیۃ العلماء کے نام سے جنگ آزادی میں حصہ لے کر ملک کی جو شاندار سیاسی خدمات انجام دیں اور جو بے نظیر قربانیاں پیش کیں تاریخ اس سے انکار نہیں کرسکتی۔ جمعیۃ العلماء کے افراد پر شخصی حیثیت سے نکتہ چینی ہر وقت ممکن ہے، لیکن اس کے اصول و مقاصد اور اس کے تحت مجموعی حیثیت سے اس تنظیم مدارس کی لائن سے میدان میں نہ آتی تو عوام کا اس طرح آوازۂ آزادی کا خیر مقدم کرنا عادۃً مشکل تھا۔ (خطبات حکیم الاسلام: 9/ 267)

امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ جمعیۃ علماء کی آزادی کے لئے قربانیوں اور

کوششوں کو بیان کرتے ہوئے 1931ء میں جمیعۃ علمائے ہند کے ایک اجلاس میں کہتے ہیں: آج آپ کی یہ مقدس و مبارک جمیعۃ العلماء جس مقصد کی جستجو میں ہے، میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ یہ وہی یوسف مقصود ہے جس کے فراق میں میں 1911ء سے مستقل فغاں سنجی کر رہا ہوں، اور جس کے لئے میں الہلال مرحوم کے صفحوں کو کبھی اپنے چشمِ خونین کے آنسوؤں سے رنگا ہے، اور کبھی اس کے سوادو حروف کے اندر اپنے دل و جگر کے ٹکڑے بچھا دیئے ہیں۔ 1911ء سے لے کر آج تک یہ مقصد میرے دل کی تمنا اور آرزوؤں کا مطلوب اور میری روح کی عشق و شیفتگی کا محبوب رہا ہے۔ (خطباتِ آزاد: 106)

مسلمانوں کی قربانیوں پر ایک نظر:

1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد ڈاکٹر ولیم نے جو ہندوستان کے بہت بڑے سیاست دانوں میں سے تھا، وائسرائے برطانیہ کو رپورٹ بھیجی کہ ہندوستان کی جنگِ آزادی صرف مسلمانوں نے ہی لڑی ہے اور جب تک ان کے دلوں میں جذبۂ جہاد موجود ہے ہم اس وقت تک مسلمانوں پر حکومت نہیں کر سکتے، اس لئے ان کے جذبۂ جہاد کو ختم کرنا ضروری ہے اور اس سے پہلے یہاں کے علماء اور ان کی کتاب قرآن کو ختم کرنا ضروری ہے۔ چناں چہ 1861ء میں انگریزوں نے تین لاکھ قرآن کریم کے نسخے جلائے، اس کے بعد علماء کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا۔ 1857ء کی جنگِ آزادی کی ناکامی کے بعد انگریزوں کی نگاہوں میں سب سے زیادہ معتوب علماء کی جماعت تھی، مولویت بغاوت قرار پائی، ایسٹ انڈیا کمپنی نے داڑھی اور لمبے کُرتے والے اور مولویانہ وضع قطع رکھنے والے ہر شخص کو پھانسی پر لٹکانے کا حکم دے دیا۔ صرف پندرہ دنوں میں تقریبا دو لاکھ مسلمان شہید ہوئے، جس میں ساڑھے اکیاون ہزار علماء کرام تھے۔ ایک انگریز مؤرخ ایڈورڈ ٹامس نے شہادت دی کہ صرف دلی میں پانچ سو علماء کو پھانسی دی گئی۔ 1864ء سے لے

کر 1867ء تک صرف تین سالوں میں چودہ ہزار علماء کرام کو پھانسی کے تختے پر لٹکایا گیا اور دلی کے چاندنی چوک سے لے کر خیبر تک کوئی درخت ایسا نہ تھا جس پر علماء کی گردنیں نہ لٹکی ہوں۔ بقول سر الفرائیڈ لائل: 1857ء کی بغاوت کے بعد مسلمانوں پر انگریز اس طرح ٹوٹ پڑے جیسے وہ ان کے اصلی دشمن اور سب سے خطرناک حریف ہوں۔ مسجد کے صحن میں مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا، ہزاروں عورتیں فوج کے خوف سے اپنی عزت بچانے کے لئے کنوؤں میں کود پڑیں، لال قلعہ اور جامع مسجد کے درمیان واقع مسجدوں، بازاروں، خانقاہوں کو مسمار کر دیا گیا۔ (مستفاد: تحریکِ آزادیٔ ہند اور مسلمان: 22 از: محمد احمد صدیقی)

التجا و گزارش:

آزادیٔ ہند کی تاریخ طویل ہے، بہت سے چھوٹے بڑے معرکے اس میں پیش آئے، اور ان گنت علماء اور مسلمانوں نے اس کے لئے قربانیاں دیں، ان تمام کا احاطہ اس مختصر تحریر میں نہیں کیا گیا بلکہ ایک ہلکا خاکہ آزادی کا پیش کیا گیا۔ ضرورت ہے اس بات کی کہ ہم مسلمان خود اپنی تاریخ کو پڑھیں، اپنے بزرگوں کے کارناموں سے اپنی نسلوں کو روشناس کروائیں، ملک وملت کے لئے ان کی وفاؤں کا ذکرِ خیر کریں اور ہندوستان سے ان کا جو غیر معمولی لگاؤ اور محبت تھی اس کو اجاگر کریں تاکہ ہمارے دشمن جو آئے دن ہمیں غدار بتانے کی کوشش کرتے ہیں وہ اپنی سازش میں ناکام رہیں۔ غیروں سے گلے شکوے کے بجائے خود اپنی تاریخ کو زندہ رکھنے والے بنیں، اسکولوں میں اس تاریخ کو پڑھوائیں اور بطور خاص 15/اگست کے پروگرام میں مسلمان جیالوں اور مسلم قائدین اور مجاہدین اور بے لوث جان بازوں کو بھرپور خراجِ عقیدت پیش کریں تاکہ ذہن میں جو چند نام موجود ہیں ان کے علاوہ کا بھی علم ہماری موجودہ نسل کو بھی ہو اور یہی سلسلہ چلے گا تو آنے والی نسلیں احساسِ کمتری کے ساتھ نہیں بلکہ برتری کے جذبات کے ساتھ اس ملک میں رہ پائیں گی، اور منفی پروپیگنڈوں کا شکار نہیں ہوگی۔

Written by

Mufti Mohammed Sadiq Hussain Qasmi
General secretary Jamiat ulama Dist Karimnagar

Published From

Jamiat Ulama e Hind Karimnagar
Karimnagar,[T.S] 505001.9704707491